خواتین کے حقوق

سیمرغ
ویمنز ریسورس اینڈ پبلیکیشن سینٹر

NL

E-mail: simorgh@brain.net.pk - Find us simorgh on

خواتین کے حقوق

تعارف:

قانون سماجی تبدیلی میں اہم اور موثر کردار ادا کرتا ہے۔قانون جس بھی نوعیت کا ہواس کا بالواسطہ یابلاواسطہ افراد کی زندگیوں پر اثر پڑتا ہے خصوصاً عائلی قوانین سے ہر فرد کا براہ راست واسطہ پڑتا ہے لیکن قوانین کو عام زندگی میں اتنی اہمیت نہیں دی جاتی اور یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ صرف قانونی ماہرین اور عدالتوں کے لیے ہے اور عام افراد اِسے نہیں سمجھ سکتے۔اس طرح عوام اور قانون کے درمیان فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔

پاکستان میں جہاں ایک طرف ترقی ہورہی ہے وہیں جاگیردارانہ اور قبائلی سماج کے فرسودہ رسم ورواج اور بندھن بھی موجود ہیں جو عورت کو ایک جیتا جاگتا انسان سمجھنے کی بجائے خاندان کی ملکیت تصور کرتے ہیں۔خواتین کے حقوق کو نظر انداز کرنا اوران پر تشدد معمول کی بات ہے ان کو علم و آگاہی سے دور رکھا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے حقوق کی آگاہی حاصل نہ کرسکیں۔خواتین کو ذہن نشین کرادیا جاتا ہے کہ یہ معاشرتی رواج اٹل اور فطرتی ہیں اوران سے ذرا سا بھی ہٹنا اُن کے لیے ممکن نہیں ہے۔

☆ آئین پاکستان کی روشنی میں قانون سازی کا بنیادی اصول:

آئین پاکستان کی روشنی میں قانون سازی کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ملک میں بننے والے تمام قوانین ایسے ہونے چاہیں جو تمام شہریوں پر یکساں طور پر لاگو ہوں۔کسی بھی خاص طبقے کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی کسی گروہ کو فائدہ پہنچانے کے لیے قانون سازی کی اجازت ہے۔

☆ خواتین اور بچوں کے لیے قانون سازی:

آئین پاکستان میں قانون سازی کے بنیادی اصول سے ہٹ کر آرٹیکل 25 کے تحت ایسے قوانین کی خصوصی طور پر اجازت دی گئی ہے جو خواتین اور بچوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوں۔اس حوالے سے آئین پاکستان میں دی گئی اس رعائیت کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے لیے اور عورتوں اور بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون سازی کروانے کی کوششیں ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیں۔

☆ عورتوں کا استحصال اوران کے ساتھ امتیازی سلوک برتنے والے رسم ورواج کے خلاف قانون۔ایکٹ 2011

اس قانون کے بنائے جانے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں موجود ایسے تمام رسم ورواج کو ختم کیا جائے جن کی بنیاد پر خواتین کا استحصال کیا جاتا ہے اوران کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔مزید یہ کہ ملکی قوانین کی غلط تشریح اوراُن کے غلط استعمال سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں اور پیچیدگیوں کو روکا جائے۔

اس قانون کے تحت دوطرح کے کام کیے گئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔موجودہ ملکی قوانین کی کچھ دفعات میں تبدیلی کی گئی ہے۔

2۔موجودہ ملکی قوانین میں نئی دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

دفعہ 310/A تعزیرات پاکستان میں تبدیلی (رسومات کے خلاف قانون)

اس نئی تبدیل شدہ دفعہ کے تحت جو کوئی شخص کسی قسم کے تنازع (فوجداری یا دیوانی) کو نمٹانے کی خاطر کسی عورت کو ویسے ہی یا بذریعہ شادی بطور بدل صلح ، ونی ،سوارا، کاروکاری یا کسی دیگر رسوم کے طور پر کسی اور شخص کے حوالے کرے گا یا جو کوئی شخص بھی ایسی شادی کے لیے مجبور کرے گا اُسے سات سال تک کی سزا ہوگی اور یہ سزا کسی صورت بھی تین سال سے کم نہ ہوگی۔

☆ جبری شادی کے خلاف قانون- ترمیمی ایکٹ 2015

اس قانون کے مطابق 16 سال سے کم عمر لڑکی سے شادی جرم ہے کم عمری کی شادی فطری وسماجی زندگی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔16 سال سے کم عمر لڑکی سے شادی کرنے اور کروانے والے بشمول دولہا، دلہن کے گھر والے، نکاح خواں، نکاح رجسٹرار کے لیے 6 ماہ قید اور 50,000 روپے جرمانہ ہے۔(پنجاب چائلڈ میرج ریسٹرینٹ (ترمیمی) ایکٹ 2015)بدل صلح ،ونی جیسی منفی رسومات کے تحت لڑکی کی شادی کرنا اور قرآن پاک سے شادی کرنا غیر قانونی ہے جس کی سزا 3 سے 7 سال تک قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ ہے ۔(سیکشن 498-C,310A تعزیرات پاکستان)لڑکی کی مرضی کے بغیر زبردستی شادی کرنے والے کو 3 سے 7 سال قید اور 5 لاکھ روپے جرمانہ ہوسکتا ہے۔(سیکشن B-498 تعزیرات پاکستان)کم عمری کی شادی کی شکایات پولیس /یونین کونسل /علاقہ جوڈیشنل مجسٹریٹ کو کی جاسکتی ہے۔**اطلاع دینے والے کا نام اور پتہ قانونی طور پر راز داری**

میں رکھا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ایسے جرم کو روکنے میں مدد کریں

☆ خواتین کا جائیداد میں حصہ۔(ایکٹ 2011 فوجداری قانون میں ترمیم)

عورت کا بیٹی، بہن، ماں اور بیوی کی حیثیت سے وراثت میں حصہ مقرر ہے جس سے عورت کو محروم نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان میں کسی بھی عورت کو اس کے حق سے محروم کرنا نا قابل معافی جرم ہے جس کی سزا 5 سے 10 سال تک قید یا 10 لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہیں۔(دفعہ 498۔الف،تعزیرات پاکستان)۔عورت کو قرآن سے شادی کرنے پر مجبور کرنے والے اور اس کا انتظام کرنے والے یا اس میں سہولت کار بننے والے کے لیے 3 سے 7 سال تک قید اور 5 لاکھ روپے جرمانہ کی سزا ہے۔جائیداد میں حصہ مردوں کی طرح خواتین کا بھی بنیادی حق ہے اگر اُن کو یہ حق دیا جائے تو وہ نہ صرف معاشی طور پر مضبوط ہوں گی بلکہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر اور اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے گزار سکیں گی۔

- خواتین کا وراثت میں حصہ لازم بنانے کے لیے انتقال وراثت کے فوراً بعد جائیداد کی فوری تقسیم لازمی قرار دے دی گئی ہے(لینڈ ریونیو ایکٹ دفعہ 135-A,142-A)
- جائیداد کی منتقلی کے لیے فوت شدہ مالک اور تمام ورثہ کا بشمول خواتین کے لیے شناختی کارڈ اور (ب) فارم ریونیو آفیسر کے سامنے پیش کرنا لازمی ہے تا کہ کوئی حقدار محروم نہ رہے۔
- وارثان کا 30 دن میں باہمی رضامندی سے تقسیم جائیداد پر متفق نہ ہونے کی صورت میں ریونیو آفیسر مذکورہ جائیداد کو از خود حسب ضابطہ ورثا میں تقسیم کر دے گا۔
- وراثتی جائیداد کے کیس کا فیصلہ ریونیو آفیسر کو 6 ماہ کے اندر کرنا لازم ہے۔

خواتین کی وراثتی جائیداد کی منتقلی کے لیے 2012 سے اسٹامپ ڈیوٹی 500 روپے کر دی گئی ہے اور رجسٹری انتقال کی مد میں رجسٹریشن فیس ختم کر دی گئی ہے۔

- شکایت کی سماعت اور ازالہ کے لیے ہر ضلع میں (وراثتی حقوق جائیداد کے عمل درآمد کی ضلعی کمیٹی) قائم کر دی گئی ہے۔
- کوتاہی کی صورت میں محکمہ مال کے افسران کے لیے سزا بھی مقرر کی گئی ہے۔.
- ورثا شکایات کے لیے متعلقہ ڈسٹرکٹ کلکٹر/ڈی سی سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

اہل سنت اور فقہ جعفریہ میں حصہ داریاں شرعی طریقے سے فرق ہوتی ہیں جبکہ فقہ جعفریہ (شیعہ) اور عیسائیت اور ہندو مذہب میں خواتین کی وراثت کے حوالے سے قوانین فرق ہیں۔

☆ غیرت کے نام پر قتل کے خلاف قانون 2016 (مجریہ فوجداری ترمیم 2016)

غیرت کے نام پر قتل کے خلاف اکتوبر 2016 سے قانون بن چکا ہے۔اس قانون کے مطابق مجرم کو سزائے موت دی جائے گی اور اگر مقتول کے لواحقین قاتل کو معاف بھی کر دیں تو مجرم کو عمر قید کی سزا بھگتنی ہوگی۔لواحقین اس سزا کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

غیرت کے نام پر قتل کے جرم میں دیت کا قانون نافذ العمل نہیں ہوگا۔

اگر عدالت واقعات اور حالات کو دیکھے کہ قتل فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے تو مجرم کو قید یا جرمانہ کی سزا ہو گی۔

اس قانون میں غیرت کے نام پر قتل کو ایک وحشیانہ اور فساد فی الارض جرم سمجھا گیا ہے مذکورہ بالا قانون میں غیرت کے نام پر کیے جانے والے جرم کو سیاہ کاری کا رواج یا اس طرح کے دیگر رواج کے طرز عمل پر ہونے والا جرم شمار کیا جائے گا۔غیرت کے نام پر قتل کی صورت میں درجہ ذیل سزائیں مختص ہیں۔

- قصاص (اسلامی قانون کے مطابق جان کے بدلے جان) یا تعزیر کے تحت موت، یعنی حد کے قانون کے علاوہ سزا یا عمر قید۔تعزیرات پاکستان کے تحت ارادہ قتل میں تعزیر کے ذریعے 25 سال تک سزا سنائی جا سکتی ہے۔
- صوبائی حکومت کے پاس بھی اختیارات نہیں ہیں کہ وہ غیرت یا امتیازی رسومات کی بنا پر ہونے والے جرم پر سزا معطل، منسوخ یا ختم کر سکے۔ نیا قانون آنے کے بعد غیرت کے نام پر جرم قابل راضی نامہ نہیں اور اب مجرم مقتول کے ورثاء کو دیت کی ادائیگی کے ذریعے سزا سے نہیں بچ سکتا اس نئے قانون کے نفاذ سے

پہلے اکثر غیرت کے نام پر قتل کے مرتکب افراد سزاؤں سے با آسانی بچ جاتے تھے۔

☆ خواتین کے تحفظ کا قانون 2016

تشدد سے مراد کسی شخص پر تشدد کرنے کا جرم ہے اس میں کسی جرم میں اعانت، گھریلو تشدد، نفسیاتی دباؤ، معاشی استحصال، تعاقب یا پیچھا کرنا اور سائبر کرائم شامل ہیں۔

☆ قانون پر عمل درآمد کے لیے اقدامات:

- حکومت بذریعہ اطلاع ہر ضلع میں "ویمن پروٹیکشن کمیٹی" تشکیل دے گی جس میں حکومت و سول سوسائٹی اور ضلع کے مخیرّ حضرات شامل ہوں گے۔
- حکومت کی طرف سے ٹال فری فون نمبر جاری کیا جائے گا جہاں متاثرہ خاتون رابطہ کر سکتی ہے۔
- حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہر ضلع میں پروٹیکشن سنٹر اور دارالامان قائم کرے گی۔
- حکومت پروٹیکشن سنٹر میں فریقین کے درمیان مفاہمت اور مصالحت کی خاطر متاثرہ خواتین کی بحالی، طبی معائنے، میڈیکل اور نفسیاتی علاج اور قانونی مدد نیز متاثرہ خاتون کے خلاف کیے گئے جرائم کی مناسب تفتیش کے لیے ضروری اسٹاف کا تقرر کرے گی۔
- حکومت اس قانون اور پروٹیکشن سسٹم کی وسیع پیمانے پر اردو زبان اور اگر ضروری ہو تو مقامی زبانوں میں بھی تشہیر کا انتظام کرے گی۔

☆ عبوری حکم:

- قانون کے مطابق عدالت درخواست کے کسی بھی مرحلے پر کاروائی معطل کر کے ایسا عبوری حکم جاری کر سکتی ہے جسے وہ مناسب اور درست خیال کرے۔
- اگر عدالت مطمئن ہو کہ بادی النظر میں درخواست سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے تشدد کا ارتکاب کیا ہے یا تشدد کرنے جا رہا ہے تو عدالت متاثرہ خاتون کے حلف نامہ یا عدالت میں پیش کردہ کسی مواد کی بنا پر حکم جاری کر سکتی ہے۔

☆ تحفظی حکم:

- متاثرہ خواتین، ہراساں کرنے والوں یا جسمانی تشدد کرنے والوں کے خلاف عدالت سے تحفظی حکم نامہ لے سکیں گی۔
- تحفظی حکم نامہ کے ذریعے عدالت اُن افراد کو جن سے خواتین کو تشدد کا خطرہ ہو، پابند کرے گی کہ وہ خاتون سے ایک خاص فاصلے پر رہیں۔ جس کا تعین عدالت کیس کے حقائق اور واقعات کے تناظر میں کرے گی۔
- اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ تحفظی حکم نامہ کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی، تشدد کرنے والے شخص کو جی پی ایس ٹریکنگ بریسلیٹ (کڑا) پہنایا جا سکتا ہے، تاہم اس پابندی کا اطلاق شدید خطرہ ثابت ہونے یا سنگین جرم کی صورت میں ہو سکے گا۔ عدالت ثبوت کی بنیاد پر جی پی ایس بریسلیٹ (کڑا) پہنانے کا فیصلہ کرے گی اور اُس کو خراب یا اُتارا نہیں جا سکے گا۔
- بریسلیٹ اتارنے یا خراب کرنے کی صورت میں تشدد کے خلاف قائم کیے گئے سنٹرز میں خود بخود اطلاع ہو جائے گی اور کڑا اُتارنے یا خراب کرنے کی صورت میں چھ ماہ سے ایک سال تک اضافی سزا دی جائے گی۔
- سنگین تشدد کے باعث متاثرہ شخصیت کی زندگی، ناموس یا شہریت کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں عدالت تشدد کرنے والے شخص کو گھر سے باہر نکالنے کا حکم بھی دے سکتی ہے۔

☆ سکونتی حکم:

عدالت گھریلو تشدد کے مقدمہ میں دفعہ 7 کے تحت کسی آرڈر کے علاوہ اس ہدایت پر مبنی سکونتی حکم صادر کر سکتی ہے۔

- سکونتی حکم کے تحت (ماسوائے کہ قانون کا تقاضا ہو) متاثرہ خاتون کو اُس کی مرضی کے بغیر گھر سے بے دخل نہیں کیا جا سکے گا۔ متاثرہ خاتون کو اپنے گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے۔
- متاثرہ خاتون کو ریلیف، تحفظ اور از سرِ نو بحالی کے لیے گھر سے پناہ گاہ (شیلٹر ہوم) منتقل کیا جا سکتا ہے۔
- اگر کوئی بھی خاتون جان کے خطرے کے باعث گھر چھوڑنے پر مجبور ہو یا اُسے خاندان کے افراد گھر سے نکال دیں تو ایسی صورت میں عدالت حکم دے سکتی ہے کہ خاتون کی رہائش کا متبادل بندوبست کیا جائے یا خاتون کو دوبارہ گھر میں رکھا جائے۔

☆ تلافی کا حکم:

- مانیٹری آرڈر کے تحت خواتین پر تشدد کرنے والے کے خلاف کی گئی قانونی چارہ جوئی پر ہونے والے

اخراجات تشدد کرنے والے شخص سے حاصل کریں

- تلافی کے حکم کے تحت خواتین اپنی تنخواہ یا اپنی جائیداد سے ہونے والی آمدنی کو اپنے اختیار میں رکھنے اور اپنی مرضی سے خرچ کرنے کے قابل ہو سکیں گی۔

☆ جائے ملازمت پر جنسی ہراسانی کے خلاف قانون 2012 (ترمیم شدہ)

ہراساں کرنا کیا ہے؟

" کسی قسم کی نا قابل قبول جنسی حرکات، تحریری طور پر اشاروں کنایوں سے جنسی رضامندی پر راغب کرنا، جنسی دست درازی کی کوششیں یا جنسی طور پر خوف زدہ کرنا، جو کام کی کارکردگی پر اثر انداز ہو یا خوف زدہ ماحول پیدا کرنا ہو، کام کی جگہ کے حالات کو مخالفانہ اور ناگوار بنانے یا جنسی مطالبات ماننے سے انکار کی صورت میں نقصان پہنچانے کی دھمکی اور ملازمت سے برخواستگی سے خوف زدہ کرنا، کام کرنے کی جگہ پر ہراساں کرنے میں شمار ہوتا ہے۔

جائے ملازمت پر خواتین کے لیے خوف و ہراس کا ماحول پیدا کرنا، آوازیں کسنا، غیر اخلاقی رویہ رکھنا، زبردستی تعلق رکھنے پر مجبور کرنا، انکار کی صورت میں سنگین دھمکیاں دینا، دفتری مراعات و ملازمت / ترقی کو ذاتی تعلق سے مشروط کرنا خواتین کو جنسی بنیاد پر ہراساں کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔"

اس قانون کے تحت صوبہ پنجاب میں واقع تمام سرکاری، نیم سرکاری، رجسٹر غیر سرکاری و نجی اداروں، ہسپتالوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، فیکٹریوں میں انکوئری کمیٹیوں کا قیام (بشمول کم از کم ایک خاتون ممبر) مجاز اتھارٹی کا تقرر اور ضابطہ اخلاق کو انگریزی اور اِس زبان میں جو زیادہ تر ملازمین سمجھتے ہوں کو نمایاں جگہ آویزاں کرنا قانوناً لازم ہے۔

اگر آپ کے ادارے میں اِن دیئے گئے قواعد / شرائط کی تعمیل نہیں ہوئی تو آپ اس کے متعلق تحریری شکایات

(خاتون محتسب) پنجاب کو ایکٹ ہذا کی دفعہ 11 کے تحت درج کرا سکتی ہیں۔

یاد رہے کہ خلاف ورزی کی صورت میں مالک (آجر) کو ایک لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے۔ پاکستان کے تمام اداروں بشمول وفاق، صوبوں، سرکاری، نیم سرکاری، ملٹی نیشنل اداروں، کارپوریٹ رجسٹرڈ شدہ سول سوسائٹیز اور نجی طور پر چلنے والے اداروں میں بھی اِس قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔

✪ قانون کی تفصیلات:

اس قانون کے تحت (عورت / مرد) جو کہ ہراسانی کے فعل سے متاثر ہے وہ انکوئری کمیٹی یا محتسب کو شکایت کر سکتا ہے۔ جو موصول شدہ شکایت کی انکوائری کریں گے۔ شکایت موصول ہونے کے اگلے 3 دن میں انکوائری کمیٹی کاروائی شروع کرے گی۔ تحقیقاتی کمیٹی اپنے نتائج اور تمام تجاویز تفتیش شروع ہونے کے 30 دن کے اندر مجاز اتھارٹی کو پیش کرے گی جو 7 یوم کے اندر سزاؤں کو یقینی بنائے گی۔

☆ سزائیں:

(الف): چھوٹی سزائیں

1۔ برا بھلا کہنا۔

2۔ مقررہ مدت کے لیے ملزم کی ترقی اور آمدن میں اضافہ کو روکنا

3۔ ایک مخصوص مدت تک ٹائم اسکیل میں اہلیتی حد کو روکنا۔

4۔ متاثرہ شخص کو ملزم کی تنخواہ یا دیگر ذرائع سے آمدن میں مخصوص حصہ دیا جا سکتا ہے۔

(ب) بڑی سزائیں

1۔ ملزم کی تنزلی

2۔ جبری ریٹائرمنٹ

3۔ ملازمت سے برطرفی

☆ نکاح نامہ میں خواتین کے حقوق (پنجاب مسلم عائلی قوانین) ترمیمی ایکٹ 2015

1۔ نکاح خواں / رجسٹرار کی ذمہ داری ہے کہ دُلہا، دلہن کو نکاح نامہ کے تمام کالم پڑھ کر سنائے اور اُن کے جوابات کے مطابق تمام کالم پُر کرے۔ خلاف ورزی کی صورت میں نکاح خواں کو ایک ماہ قید اور 25,000 روپے

کی سزا ہے۔دفعہ (5(2-A

2۔نکاح خواں یا شادی کروانے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ نکاح رجسٹرار کو شادی کی اطلاع دے اور شادی کو رجسٹرڈ کروائے ورنہ تین ماہ تک قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا ہے۔دفعہ (4)5

3۔ایسا شخص جو ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرے اور موجودہ بیوی سے اور ثالثی کونسل سے اجازت نامہ حاصل نہ کرے تو اسکی سزا میں اضافہ ایک سال قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ ہوگا۔جب ثالثی کونسل شوہر کو دوسری شادی کا اجازت نامہ دے تو بیوی کا وہاں موجود ہونا ہر صورت میں لازمی ہے۔دفعہ (5)6

4۔بیوی خاوند سے اپنے نان ونفقہ کے حصول کے ساتھ ساتھ بچوں کے نان ونفقہ کے لیے بھی یونین کونسل سے رابطہ کر سکتی ہے۔دفعہ (9(A-1

☆ خواتین کے تحفظ کا قانون 2006 ایکٹ (ضابطہ فوجداری ترمیمی ایکٹ)

زنا بالجبر کیا ہے؟

"عورت کے ساتھ زبردستی کیے جانے کے ساتھ ساتھ اُسے خوف زدہ کر کے جنسی عمل پر راضی کرنا بھی زنا بالجبر میں شمار ہوگا۔سولہ سال سے کم عمر بچی کے ساتھ جنسی تعلقات بھی زنا بالجبر میں شامل ہوگا "

- اس جرم کی سزا۔(اگر ایک فرد ملوث ہے): سزائے موت یا کم سے کم دس سال سے لے کر پچیس سال تک قید اور جرمانہ ہوگا۔
- اگر جرم میں دو یا دو سے زیادہ افراد ملوث ہیں تو تمام ملوث افراد کو عمر قید یا سزائے موت دی جائے گی۔
- یہ قانون زنا بالجبر کو حدود آرڈیننس سے خارج کرتا ہے اور اب ایسی عورت جو زنا بالجبر کا شکار ہوئی ہو،اُسے جرم ثابت کرنے کے لیے چار مردوں کی گواہی پیش کرنا لازمی نہیں ہے۔بلکہ اب اس نئے قانون (زنا بالجبر تعزیراتی قوانین) کے تحت جرم تصور کیا جائے گا اور ثبوت گواہی کی بنیاد پر منحصر ہوگا۔اس قانون کو عام فہم زبان میں عورتوں کے تحفظ کا ایکٹ بھی کہا جاتا ہے۔
- سیکشن D-402 صوبائی حکومتوں کو تعزیرات پاکستان کے سیکشن 376 کے تحت زنا بالجبر میں دی گئیں سزاؤں میں مداخلت سے باز رکھتا ہے اور اس میں کمی، معطل کرنا، معاف کرنا یا تبدیل کرنے کا اختیار بھی نہیں دیتا۔

☆ خواتین کے کام کو پہچان دینے کا حق: پنجاب ڈومیسٹک ورکرز ایکٹ 2019

گھریلو کام غیر رسمی شعبے کا ایک بہت بڑا حصہ ہے سرکاری زرائع کے مطابق پاکستان کی کُل معیشت کا تقریباً 73% حصہ اس غیر رسمی شعبے سے جڑا ہوا ہے اور اس طرح گھریلو ملازمین پر لیبر قوانین لاگو نہیں ہوتے کیونکہ گھریلو ملازمین کے لیے الگ سے قوانین بن چکے ہیں۔

پاکستان میں گھریلو ملازمین کی کل تعداد کا کوئی قطعی تخمینہ نہیں ہے تاہم ایک تحقیق کے مطابق ملک کا ہر چوتھا گھر گھریلو ملازم رکھتا ہے اور اُن کارکنوں کی اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے۔ مزید یہ کہ آئی۔ ایل۔ او۔ (بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن) کے ایک تحقیق کے مطابق، ترقی پذیر ممالک میں کُل ملازمت کا تقریباً 4-10% گھریلو کام کے شعبے میں ہیں۔

اس ایکٹ کے مطابق 15 سال سے سے کم عمر لڑکی کو گھریلو ملازمت کے لیے نہیں رکھا جا سکتا۔

COVID-19

کرونا ایک عالمی وباء کے طور پر سامنے آئی ہے جس کی لپیٹ میں پوری دنیا آ چکی ہے اور اس کی وجہ سے بے شمار اموات واقع ہو چکی ہیں۔ کرونا کی وجہ سے نہ صرف ملکی معیشت کو بلکہ عالمی سطح پر بھی معیشت کو نقصان پہنچا ہے۔ اس وبا سے خواتین زیادہ طور پر متاثر ہوتی ہیں۔ اس وبا کی وجہ سے خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد میں زبردست اضافہ بھی ہوا ہے۔ خواتین کورونا کے باعث ذیادہ معاشی مشکلات کا شکار ہیں کیونکہ تقریباً 60 فیصد خواتین غیر رسمی معیشت میں کام کرتی ہیں اور لاک ڈاؤن کی صورت میں خواتین نہ صرف تشدد کا شکار ہو رہی ہیں بلکہ دوسری طرف غربت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

جملہ حقوق بحق سیمرغ ویمنز ریسورس اینڈ پبلی کیشن سینٹر محفوظ ہیں

متن: شازیہ اعظم

ایڈیٹنگ: نازیہ زاہد

لے آؤٹ: لئیق احمد

مشاورت: نیلم حسین، محمد عثمان علی

تصاویر: عروبہ احمد

اس پمفلٹ کی اشاعت The Embassy of the Kingdom of Netherlands کے مالی تعاون سے ممکن ہوئی۔

سیمرغ ویمنز ریسورس اینڈ پبلی کیشن سینٹر لاہور

74-A/II ابوبکر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

ٹیلی فون نمبر: 92-42-35913475

ای میل: simorghpak@gmail.com / simorgh@brain.net.pk

ویب سائٹ: www.simorgh.org.pk

پرنٹرز: علی برادران